بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

'حکمتِ قرآن' کا گزشتہ شمارہ ایک خصوصی اشاعت پر مشتمل تھا جس میں 'عظمتِ صوم' اور 'عظمتِ انسان' کے موضوع پر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے دو نہایت وقیع مضامین کے ساتھ ساتھ اسی موضوع سے متعلق اُن کی ایک نہایت اہم ادارتی تحریر بھی 'حرفِ اوّل' کے زیرِ عنوان شامل تھی۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی ان تحریروں میں رُوحِ انسانی کی عظمت اور اس کے جداگانہ تشخص پر زور دیتے ہوئے ماضیٔ قریب اور دورِ حاضر کی اسلامی احیائی تحریکوں کی اس کمی اور کوتاہی کی جانب وضاحت سے اشارہ کیا ہے کہ فکرِ مغرب کے ہمہ گیر تسلّط کے زیرِ اثر ان احیائی تحریکوں میں دین کے روحانی اور باطنی پہلو کی جانب توجہ میں خطرناک حد تک کمی نظر آتی ہے جو درحقیقت ان کی کامیابی کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ رہی ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب کے یہ الفاظ نہایت قابلِ توجہ ہیں:

"ان احیائی تحریکوں کے جسدِ فکری کا ایک پہلو بالکل مفلوج ہے۔ چنانچہ ان حلقوں میں عقائد و نظریات کے ضمن میں عقلی اور منطقی بحثوں کی تو خوب گرم بازاری پائی جاتی ہے' اور اسلام کی ملی و سیاسی اور عمرانی و معاشرتی تعلیمات پر بھی خوب سیر حاصل گفتگو ہوتی ہے۔ لیکن نہ حقیقتِ انسان کے ضمن میں رُوح کی حیاتِ باطنی اور اس کے متضمنات اور لوازمات کا کوئی ذکر ملتا ہے' نہ حقیقتِ احسان کے ضمن میں یقین کی اُس کیفیت کا کوئی سُراغ ملتا ہے جو حکمتِ نبویؐ میں "کَاَنَّکَ تَرَاہُ" کے مبارک الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ اسی طرح عمل کے میدان میں بھی ان حلقوں میں جوشِ تبلیغ اور جذبۂ جہاد کی تو بحمداللہ بہت فراوانی پائی جاتی ہے' لیکن خشوع و خضوع' تضرع و انابت اور تجرّد و تبتّل کی کیفیات' یا عبادت کے ذوق و شوق اور لذّتِ دعا اور حلاوتِ مناجات کا مشاہدہ ہوتا ہے' نہ "من کی دنیا' من کی دنیا' سوز و مستی جذب و شوق" کی کیفیت نظر آتی ہے اور واقعہ یہ ہے کہ یہی ان تحریکوں کی ناکامی کا اصل سبب ہے!"

محترم ڈاکٹر صاحب نے ان تحریکوں کی آئندہ کامیابی کے امکان کو بھی اس معاملے سے مشروط قرار دیتے ہوئے اس بحث کا اختتام ان الفاظ پر کیا تھا:

ہمیں اس امر کا بھی یقینِ کامل حاصل ہے کہ ان احیائی تحریکوں کے مجموعی مذہبی فکر میں باطنی پہلو (ESOTERIC ELEMENT) کے اعتبار سے جو کمی پائی جاتی ہے اگر اسے دُور نہ کیا جا سکا۔ اور ان کا مضبوط ربط اور گہرا تعلق روح کی حیاتِ باطنی کے "عروۃ وثقیٰ" کے ساتھ قائم نہ ہوا تو یہ تحریکیں (بشمول خود ہماری تحریک کے) مستقل طور پر بے لنگر کے جہازوں کے مانند بھٹکتی رہیں گی اور انہیں کبھی منزلِ مقصود تک پہنچنا نصیب نہ ہو سکے گا!"

محترم ڈاکٹر صاحب کے پیش کردہ ان خیالات و افکار کی تصویب و توثیق میں ہمیں مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے بعض نمایاں افراد کے خطوط موصول ہوئے جن میں سے دو کو نمائندہ خطوط کی حیثیت سے ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ پہلا خط جناب محمد موسےٰ بھٹو صاحب کا ہے جن کا شمار بجا طور پر پاکستان کے معدودے چند مخلص، محبِ دین، اور محبِ وطن دانشوروں میں ہوتا ہے۔ محترم موسےٰ بھٹو صاحب کی شخصیت اس اعتبار سے بھی حکمت قرآن کے قارئین کے لیے محتاجِ تعارف نہیں ہے کہ اس سے قبل بھی اُن کا ذکر انہی صفحات میں ہو چکا ہے اور اُن کے خطوط و مضامین بھی وقتاً فوقتاً 'حکمتِ قرآن' کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ موصوف نے محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے خیالات سے کامل اظہارِ اتفاق کرتے ہوئے خیر خواہانہ انداز میں کچھ مشورے بھی دیئے ہیں جن میں نصح و اخلاص کا رنگ نمایاں ہے۔ ان کا خط پیشِ خدمت ہے۔

محترم جناب گرامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

السلام علیکم۔ مزاج شریف

"حکمتِ قرآن" مئی ۱۹۸۸ء کے شمارے میں آپ نے دین کی جدید احیائی تحریکوں میں دین کے روحانی اور باطنی پہلو کی خطرناک حد تک کمی کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ ان تحریکوں کا تصوّف و اہلِ تصوّف سے تو رشتہ بالکل کٹ کر رہ گیا اور ان کے ضمن میں ذہنی تحفظات نے رفتہ رفتہ فصل و بُعد سے آگے بڑھ کر نفرت و حقارت کی صورت اختیار کر لی ہے۔